ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

"شاہ نامہ اسلام" اور "شاہنامہ بالاکوٹ" کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical study of "Shah Nama Islam" and "Shahnamah Balakot"

"شاہ نامہ اسلام"

Seema Gul,
PhD Urdu Scholar Qurtuba University of Science & Information Technology Peshawar
Dr. Sattar Khan Khattak,
Qurtuba University of Science & Information Technology Peshawar

Abstract

Shah Nama and Razmia are two poetic Sinf in which any incident and other stories are narrated. Shah Nama Islam is a story in which Islam and movement of Islam is discussed. Shah nama Islam is a unique poetry because of its story. Islam and Hazrat Muhammad (S.W.S) are narrated in this poetry that may be not showed any poet before Hafeez Jalandhri. Shah Nama Balakot is another unique verse in which also in which a movement that for Islam because Syed Ahmed Shaheed was a big personality for his Islamic education and his movement which was fought at Balakot against Sikh kingdom that was established in indopak. Sikh's activites were the against of Islam. Aleem Nasri was a great poet who has written this Shah Nama.

Key Words:
"Shah Nama Islam", "Shahnamah Balakot", unique poetry, Islam and Hazrat Muhammad (S.W.S), Hafeez Jalandhri, Syed Ahmed Shaheed, Balakot, Sikh kingdom, Islamic education, Aleem Nasri.

صنفِ شاہ نامہ اور صنفِ رزمیہ کی تعریف کو ملاحظہ کرنے کے بعد ہمیں اندازہ ہو جاتا ہے کہ اُردو ادب میں حفیظ جالندھری کا شاہ نامہ ایک منفرد شاہ نامہ ہے کیونکہ یہ تمام اُن صفات اور اُس رموز پر پورا اُترتا ہے جو ایک شاہ نامے کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ شاہ نامہ اسلام میں ایک وسیع موضوع ہے اس کا کینوس خلافتِ انسانی اور کائنات کے اندیشے صدائے روح الامین افزائشِ نسلِ آدم اور ابلیس کا مکر و فریب، نورِ احمدی ظلمت میں مشعلِ ہدایت، حضرت ابراہیمؑ سے لے کر تمام غزواتِ اسلام اور آپ ﷺ کی تمام جدوجہد موجود ہے اس لیے شاہ نامہ اسلام فنی اُصولوں اور فنی باریکیوں پر پورا اُترتا ہے۔ وہ فنی باریکیاں جو ایک شاہ نامے کے لیے ضروری ہیں۔

شاہنامہ اسلام میں آپ ﷺ کی سیرت اور آپ کی زندگی کے واقعات کو نظم کیا گیا ہے۔ یوں سمجھئے کہ شاہنامہ اسلام میں دو چیزیں بہت اہم ہیں۔ ایک سیرت رسول ﷺ اور دوسری واقعاتِ اسلام واقعات وہ جو اسلام کے اعلان سے پہلے کے بھی ہیں اور پاک نبی ﷺ کی زندگی کے بعد کے بھی ہیں اور تاریخِ عرب کے بھی ہیں۔ اس سلسلے میں شیخ سر عبدالقادر لکھتے ہیں:

> "حفیظؔ اور حفیظؔ کی شاعری محتاج تعارف نہیں مگر "شاہ نامہ اسلام" ایک ایسی تصنیف ہے کہ جو محض شاعری سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ اسلام کی منظوم تاریخ ہے۔ وہ اخلاق اسلام کی تعلیم کے لئے ایک درسی کتاب کا کام دے گی۔ وہ مصنف کے جذبات مذہبی کی ایک دلکش تصویر ہے۔ جو لفظوں سے کھینچی گئی ہے۔ لفظ سادہ ہیں۔ اس پر رنگین ترنم جو حفیظ کی شاعری کی خصوصیت ہے۔ تصویر کی تاثیر کو دوبالا کر رہا ہے۔ اس لئے اس کتاب کی تقریب کے طور پر کچھ لکھنا بے محل نہ ہو گا۔ اس کی پہلی جلد شائع ہوئی ہے جس میں دو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں۔ اور اس کا بیشتر حصہ اُس عہدِ زریں سے تعلق رکھتا ہے۔ جب اسلام کے مقدس ہادی ﷺ کی ذاتِ والا صفات اپنے جمالِ جہاں آرا سے دنیا کو نورانی کر رہی تھی۔ میں خوش ہُوں کہ یہ سعادت میرے حِصے آئی ہے کہ ایسی کتاب کی پہلی جلد کا دیباچہ لکھوں جو نہ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

صرف اپنی ادبی خوبیوں کے اعتبار سے دیرپا معلوم ہوتی ہے بلکہ مذہبی اور اخلاقی پہلو سے مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کے لئے چراغ ہدایت ہو سکتی ہے۔اِسلام کے ابتدائی زمانے کا جو نقشہ شاعر نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے اس میں زیادہ تر زور سیرت پر دیا گیا ہے بالعموم وہ روایتیں نظم کی گئی ہیں۔جن سے دُنیا کے سب سے بڑے ہادی ﷺ کی پاکیزہ سیرت پر روشنی پڑتی ہے۔اس اعتبار سے ہر مسلمان حضرتِ حفیظؔ کے اس کارنامے کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا۔بلکہ یہاں تک امید کی جاسکتی ہے کہ ہر وسیع الخیال غیر مسلم بھی شاعر کے کمالِ فن کو داد دے گا۔"(1)

شیخ عبد القادر کی شخصیت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہیں اسلام اور اسلام پسند وہ شخصیتیں پسند تھیں یا اُن سے قریبی روابط رکھتے تھے جنھوں نے اسلام کے لیے کام کیا ہے مثلاً علامہ اقبال کے پہلے مجموعہِ کلام "بانگِ درا" کا دیباچہ بھی انہوں نے ہی لکھا تھا اور شاہنامہ اسلام کی جلد اول کا دیباچہ بھی تقریب کے عنوان سے انہوں نے ہی لکھا تھا۔ان کا خیال ہے کہ حفیظ نے شاہنامہ اسلام لکھ کر اسلام کی بہت بڑی خدمت کی ہے انہوں نے اسلام کا ابتدائی زمانہ اور سیرتِ رسول ﷺ پر جذبات اور حقیقت کے امتزاج سے لکھا ہے۔حفیظ کے اس کارنامے کو ہر مسلمان قدر کی نگاہ سے دیکھے گا بلکہ وسیع الخیال اور انسان دوست باشعور غیر مسلم بھی حفیظ کے اس کارنامے کو خراجِ عقیدت پیش کریں گے۔حفیظ جالندھری پر سر عبد القادر نے مزید روشنی بھی ڈالی ہے۔ملاحظہ ہو:

"ابو الاثر نے جس دن سے نظم کی بنسری بجائی ہے اس بنسری سے طرح طرح کے راگ نکلتے ہیں اور نظموں کے اس مطبوعہ مجموعے میں جس کا نام "نغمہ راز" ہے اور بعض غیر مطبوعہ نظموں میں جو اس کے بعد لکھی گئی ہیں۔اُس نے اپنی وسیع ہمدردی اور سچی قدرتی شاعری کے میلان سے کہیں کرشن کے گُن گائے ہیں اور کہیں پریت کے گیت سنائے ہیں۔مگر اس نے تھوڑے عرصے میں محسوس کر لیا کہ اثر کے لحاظ سے جو بات پیغمبر ﷺ اسلام کی زندگی کے واقعات میں ہے۔وہ کسی دوسرے انسان کی زندگی میں نہیں پائی جاتی اور اگر کلام میں سچی اور پائیدار تاثیر ڈھونڈنی ہے تو ایسے چشمہ فیض سے سیراب ہونا چاہیے جس کا پانی کلام کے حق میں آبِ حیات بن جائے اور اسے جاودانی زندگی بخش دے پس اس میں شک نہیں کہ حفیظ نے جو مضمون اب چُنا ہے وہ ذریعہ الہام اور اس کی شاعری اپنی صفائی اور سادگی کے جوہروں کے ساتھ مذہب اور اخلاق کی علمبردار ہوگئی ہے۔"(2)

حفیظ جالندھری نے شاہنامہ اسلام سے پہلے بھی متاثر کن شاعری کی ہے جن کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔تاہم ان کی روح بے چین تھی اور وہ کچھ ایسا کرنا چاہتے تھے۔جس سے اُن کی روح کو سکون ملے۔اس لیے انہوں نے۔شاہنامہ اسلام لکھا در حقیقت "شاہنامہ اسلام" کے ذریعے حفیظ جالندھری اپنی روحانی تسکین بھی کرنا چاہتے تھے اور مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں تک اسلام کا آفاقی پیغام بھی پہنچانا چاہتے تھے۔شیخ عبد القادر کے بہ قول شاہنامہ اسلام ایک ایسا چشمہ فیض کہ جس سے ہر کس وناکس کو سیراب ہونا چاہیے کیونکہ یہ ایک آبِ حیات جیسی تصنیف ہے۔اس سے استفادہ کرنے والے اپنی روحانی تسکین کا سامان پیدا کریں گے۔سر عبد القادر کے بہ قول حفیظ کی شاعری صفائی اور سادگی کی ایسی خوبیوں سے مزین ہوگئی ہے جو مذہب اور اخلاق کو بلند کرنے کا سبب بنے گی۔وہ لکھتے ہیں:

"جب شاہنامہ اسلام کے چھپنے کا اعلان ہوا ہے میں نے کئی لوگوں کو اس نام پر اعتراض کرتے سُنا ہے کوئی کہتا ہے کہ فردوسی سے برابری اِسی سے نکلتی

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

ہے۔کسی کا خیال ہے کہ پہلے حصہ میں ہمارے مذہبی بادشاہوں کا حال درج ہے اور آگے چل کر دنیاوی بادشاہوں کے حالات ہوں گے اور یہ کسی قدر بے جوڑ سی بات ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ بہ حیثیت مجموعی شاید کسی اور نام سے اس جامعیت کے ساتھ مصنف کے ارادے کا اظہار نہ ہو سکتا پیغمبر ﷺ اسلام شاہِ دین بھی تھے اور شاہِ دنیا بھی اور یہی حال خلفائے راشدین کا تھا پس اُنہیں شاہ کہنا اور ان کے حالات کا نام شاہ نامہ رکھنا بھی غیر موزوں نہیں ہے بلکہ گر صرف انہی بزرگانِ دین کا حال اس میں درج ہوتا تو میں اسے "شاہ نامہ" کہہ دیتا نام نیا بھی ہوتا اور حسبِ حال بھی مگر اس میں سب بادشاہانِ اسلام کے حالات آئیں گے اور مُلک کی تاریخ کے اوراقِ پریشاں میں جمع کئے جائینگے۔اس سبب سے یہ مجموعہ "شاہنامہ اسلام" کہلانے کا مستحق ہے۔رہا فردوسی کی ہم سری کا دعویٰ تو مصنف نے اپنے عجز و انکسار کا کافی اعتراف اپنے تمہیدی اشعار میں کر دیا ہے۔اگر سوء اور مرتکب ہوئے بغیر مصنف نے یہ ہمت کی کہ رزم و بزم کے اس وسیع میدان میں تگ و دو کرے جس مین فردوسی جیسا بڑا شہسواری کے جوہر دکھا چکا ہے تو کم از کم یہ بلندی ہمت کی دلیل ہے۔باقی حسنِ قبول خدا کے ہاتھ میں ہے فردوسی نے فارسی میں حق شاعری ادا کیا اور حفیظ اُردو میں طبع آزمائی کر رہا ہے۔اگر اردو دانوں کو اپنی زبان میں ایسی کتاب ملے جو بہادران و رہبران اسلام کی یاد کو اس طرح تازہ کر دے جس طرح فردوسی نے غیر معروف پہلوانوں اور آتش پرست بادشاہوں کی بھولی ہوئی کہانیوں کو تازہ کر دیا تھا تو اُردو ادب یقیناً عرصہ دراز تک حفیظؔ کا شرمندۂ احسان رہے گا۔"(3)

شیخ عبدالقادر نے لوگوں کی ذہنیت کو بھی اجاگر کیا ہے۔اور ان کی ذہنی پستی کو بھی ظاہر کیا ہے۔ان کے نزدیک شاہنامہ اسلام سے یہ تصور اُبھرتا ہے کہ یہ شاہوں کا قصیدہ ہے لیکن شیخ عبدالقادر اس سے متفق نہیں ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اس دنیا اور آخرت کی دنیا کے شاہ ہیں اور یہی چیز شاہنامہ اسلام کا موضوع ہے۔اعتراض کرنے والوں نے کہا تھا کہ فردوسی نے بھی شاہنامہ لکھا اور حفیظ جالندھری نے بھی شاہنامہ لکھ کر اُن کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔فردوسی جیسا شاعر بیشک شاعری کا بڑا نام ہے فردوسی نے فارسی میں حق شاعری ادا کیا حفیظ نے اُردو میں طبع آزمائی کی فردوسی کا عہد جیسا تھا اُس نے وہی کچھ بیان کیا یعنی پہلوانوں اور آتش پرست بادشاہوں کا ذکر کیا جب کہ حفیظ نے قبل از اسلام کے واقعات کو نظم کیا اور آپ ﷺ کی سیرت کو بیان کیا۔اس لیے یہ اعتراض کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

حفیظ نے فردوسی کے شاہنامے اور اپنے کام کا ذکر بہت اچھے طریق سے کیا ہے جس میں واجبی انکسار کے علاوہ صورتِ واقعہ اور دلی درد کا اظہار ہے:

"کیا فردوسی مرحوم نے ایران کو زندہ
خدا توفیق دے تو میں کروں ایماں کو زندہ
تقابل کا کروں دعوٰے یہ طاقت ہے کہاں میری
تخیل میرا ناقص نا مکمل ہے زباں میری
زبانِ پہلوی کی ہمزبانی ہو نہیں سکتی
تخیل میرا ناقص نا مکمل ہے زباں میری

کہاں ہے اب وہ دورِ غزنوی کی فارغ البالی
غلامی نے دبا رکھی ہے میری ہمتِ عالی"(4)

حفیظ جالندھری نے عجز و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ فردوسی نے ایران کو زندہ کر دیا اور میں دعا مانگتا ہوں کہ اللہ پاک مجھے یہ توفیق دے کہ میں ایمان کو زندہ کروں۔ میرا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ ایمان کی تازگی کے لیے خدمت سرانجام دوں جہاں تک فردوسی سے تقابل کرنے کا سوال ہے۔ میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا اور نہ میں ایسی شاعرانہ صلاحیت رکھتا ہوں میرا تخیل ایک ناقص تخیل ہے میری زبان میں بھی وہ مہارت نہیں ہے کہ میں فارسی زبان کا مقابلہ کر سکوں کہ اُردو میں ابھی تک وہ روانی نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ فردوسی جس دور کے شاعر تھے وہ خوش حالی کا دور تھا جب کہ میں جس دور میں سانس لے رہا ہوں وہ غلامی کا دور ہے در حقیقت حفیظ کہنا یہ چاہتا ہے کہ میں نے شاہنامہ اسلام ایک بلند مقصد کے لیے لکھا ہے۔

شاہنامہ اسلام کا آغاز کرتے ہوئے حفیظ جالندھری نے ایک اہم مسئلے کی طرف یوں اشارہ کیا ہے ملاحظہ ہو:

"خُدا نے حضرتِ آدمؑ کو دنیا کی خلافت دی
جہاں میں اپنا نائب کر کے بھیجا یہ سعادت دی
یہی مخلوق تھی فردوس سے جس کو نکالا تھا
اِسی نے دانۂ گندم پہ سب کچھ بیچ ڈالا تھا
بظاہر اس تقرر سے نئے فتنوں کے ساماں تھے
زمین و آسماں جن و ملائک سخت حیراں تھے
لگے سرگوشیاں کرنے کہ انسان ہے بہت سادہ
اُدھر شیطان کا لشکر شرارت پر ہے آمادہ
یہ بیچارہ دوبارہ دامِ شیطان میں نہ آجائے
کہ دانہ کھا چکا ہے اب کہیں دھوکا نہ کھا جائے"(5)

حفیظ کہتا ہے کہ آدم اس دنیا میں ایک منصب لے کے آیا تھا گو اس کو علماء اور مخصوص دانشور غلط رنگ دیتے ہیں کیونکہ کسی اعلیٰ ذات کی طرف سے خلافت اسی کو دی جاتی ہے جس کو اس کا اہل سمجھا جاتا ہے اور یہ تصور کر لیا جاتا ہے کہ یہی اس مقصد کو پورا کرے گا۔ حفیظ جالندھری نے لکھا ہے کہ اللہ پاک نے حضرت آدمؑ کو اپنی کائنات میں دنیا کے لیے خلیفہ مقرر کیا تھا اور یوں اُسے اپنا نائب بنایا تھا اور نائب بنانا سعادت کی بات ہے جو حضرت آدمؑ کو نصیب ہوئی۔ فردوس سے نکالنا، دانۂ گندم کو درمیان میں ڈالنا ایک وسیلہ اور نائب تھا۔ حضرت آدمؑ کو دنیا میں جب بھیجا گیا تو اس تقرر پر زمین و آسمان کے فرشتے بھی حیران ہوئے اور اللہ کی اس مصلحت پر سرگوشیاں کرنے لگے کہ شیطان کو بھی آمادۂ شر کر کے اختیار دیا گیا۔ حفیظ جالندھری کہتے ہیں فردوس میں بھی آدمؑ شیطان کے دام میں آیا تھا لیکن معافی مانگنے پر اُسے اعزاز یعنی خلافت مل گئی تاہم میں ڈرتا رہتا ہوں کہ آدم پھر کہیں غفلت کا شکار نہ ہو جائے، شیطان کے دام میں نہ آجائے۔

حفیظ جالندھری کہتے ہیں کہ اللہ تو ایک کائنات کا مالک ہے اور یہ دنیا اُس کائنات کا ایک ذرہ ہے آپ ﷺ سے پہلے اس دنیا میں کیا تھا۔

شاہ نامہ بالاکوٹ

شاہ نامے اور رزمیے کے مطالعے کے بعد اندازہ ہو جاتا ہے کہ شاہ نامہ ایک ایسی صنف ہے جس میں کسی ایسے واقعے کا ذکر ہوتا ہے جو بہت بڑے ایسے اور طربیے کو بیان کرتا ہے۔ شاہ نامہ بالاکوٹ میں ایک بہت بڑے ایسے مگر ایک بہت بڑے مقصد کو بیان کیا گیا ہے کہ ایک مسلمان اسلام کے احکامات سے کسی طرح بھی روح گردانی نہیں کر سکتا کیوں کہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اس کے لیے چاہے جان کی قربانی دینا پڑے یا کسی بھی طرح کی قربانیوں دینا پڑیں تو دریغ نہیں کرتا۔ شاہ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

نامہ بالاکوٹ میں مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان حق وباطل کی جنگ ہوئی اور اس میں سید احمد شہید اور اُس کے رفقانے قربانیاں دیں مگر اسلام کے حوالے سے مصلحت سے کام نہیں لیا۔ یہ ایک ایسی داستان ہے جو سر زمینِ ہندوستان کے ایک علاقے بالاکوٹ میں لڑی جانے والی جنگ کی داستان ہے کوشش کی گئی کہ جنگی حکمتِ عملیوں سے کام لیا جائے لیکن وہی اپنوں کی غداریاں باطل سے شکست کھانے کا باعث بن گئی۔

علیم ناصری نے شاہنامہ بالاکوٹ میں سید احمد شہید کی تحریکِ جہاد اور اصلاحِ برصغیر پاک وہند پر منظوم روشنی ڈالی ہے جس کے بارے میں مولونا سید ابو الحسن علی ندوی یوں رقم طراز ہیں:

"حضرت سید احمد شہید اور مولانا اسماعیل شہید کی تحریک جہاد و اصلاح برصغیر ہندوپاک ہی نہیں، بلکہ عالم اسلام کی بڑی تحریکوں میں شمار ہونے کے لائق ہے اور اب اس کی اہمیت و افادیت اور عظمت و انفرادیت کو سمجھنے کی کوشش عالمی پیمانے پر ہو رہی ہیں، اور نئی تحقیقات اس تحریک کی عظمت میں اضافہ ہی کا سبب دو اجتہاد کا مبارک اجتماع ہو گیا تھا، جس نے اس ایمانی تحریک کو وقت کی سب سے بڑی تحریک بنا دیا اور جس نے پورے برصغیر ہندوپاک کے رُخ کو ایک بار پھر اسلام کی طرف موڑ دیا تھا اور دلوں میں اسلامی طرز زندگی کے لئے ایسی تڑپ اور ایسا قوی جذبہ پیدا کر دیا تھا، جو اسلامی نشاۃ ثانیہ کا باعث بن گئی۔
اپنی نوعیت کے لحاظ سے یہ صحیح معنوں میں "ہندوستان کی اسلامی تحریک" تھی جس کے ہمہ گیر اور دور رس اثرات نے برصغیر کی اسلامی زندگی اور مسلم معاشرے کو گوناگوں طریقوں سے متاثر و مستفید کیا اور وہ مبارک خون شہیداں جو بالاکوٹ کی زمین پر بہایا گیا وہ ملت کی رگوں میں آج بھی دوڑ رہا ہے، اور نخل ملت کی آبیاری کا کام کر رہا ہے۔ اپنی ہمہ گیری، مقاصد کی کثرت، وسعت اور ان کی صحت، سلامت فکر و نظر، حمایت دینی و حمیت ملی، جذبہ جہاد و اجتہاد، شریعت کے نفاذ و اجرائے حدود اور اتباع و احیائے سنت کے ناقابل تسخیر جذبہ، اعلائے کلمتہ اللہ اور اسلامی نظام کے قیام کے لئے مسلسل اقدام مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی بحالی اور خلافت اسلامیہ کے قیام کے لئے عملی پیش رفت، اور مجاہدین کی ایسی مثالی جماعت کی تشکیل (جو اسلامی تمدن و معاشرت اور اسلامی زندگی کا عملی نمونہ تھی اور مسلم معاشرے میں جذبہ جہاد کی ایسی بیداری جس کا تسلسل اب تک برقرار ہے اور جس نے مختلف مسلم اداروں اور تحریکوں کی شکل اختیار کرلی ہے۔ اس تحریک کے ان اثرات وبرکات کو دیکھتے ہوئے۔"(6)

سید ابو الحسن ندوی نے نا صرف علیم ناصری کے شاہنامہ بالاکوٹ پر روشنی ڈالی ہے بلکہ سید احمد شہید کی تحریک کی اہمیت افادیت اور انفرادیت کو بھی بیان کیا ہے۔ یہ وہ تحریک تھی جو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی سے شروع ہوئی اور سید احمد شہید کی بالاکوٹ میں شہادت پر انتہا کو پہنچی۔ یہ تحریک فکر و نظر حمیت دینی و حمیت ملی کی حفاظت کرنے کے لیے شروع کی گئی تھی اور علیم ناصری نے اس تحریک پر جامع مگر مفصل روشنی ڈالی ہے۔

تحریک جہاد پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے مولانا سید ابو الحسن لکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"سید صاحب ان مجاہدین میں سے ہیں جنہوں نے محض اللہ کے نام کی بلندی اور اس کی بات اونچی کرنے کے لئے خالص اللہ کی خوشنودی اور رضا کے

"مسلمان" نام ایک قوم کے غلبے کے لئے نہیں بلکہ "اسلام"نام ایک مذہبی، اخلاقی، روحانی اور سیاسی نظام کو قائم کرنے کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کی مظلوم شریعت جاری کرنے کے لئے اپنے خون کا پہلا اور آخری قطرہ بہایا،اس کے علاوہ کسی راستے میں ان کے پسینے کا بھی کوئی قطرہ نہیں بہا۔ ایسے مجاہدین و شہدائے اسلام، ایسے اکابرو قائدین اسلام کی فہرست اتنی طویل نہیں جتنی سمجھی جاتی ہے۔زندگی اور موت کی یہ ترازو ایسی بلند معیار ہے جس پر ہزاروں میں سے چند ہی پورے اترتے ہیں۔اس کے بعد سید صاحب کی ایک اور خصوصیت پر نظر ڈالئے اور وہ یہ کہ آپ نے تھوڑے زمانے میں ایک ایسی فضا قائم کردی اور ایک ایسی جماعت قائم کردی جس کی صحیح تعریف یہ ہے کہ وہ تیرھویں صدی میں صحابہؓ کا نمونہ تھے۔ ایک رنگ میں رنگے ہوئے، ایک سانچہ میں ڈھلے ہوئے، اللہ کے لئے جان دینے والے،شریعت پر جینے اور مرنے والے،بدعت سے نفور، شرک کے دشمن، جہاد کے نشے میں سرشار، متقی و عبادت گزار،اور بڑی بات یہ کہ ہمرنگ و یک آہنگ، تاریخ اسلام میں ایک جگہ اتنی بڑی تعداد میں اس پختگی و جامعیت کی کوئی جماعت صحابہ و تابعین کے بعد مشکل سے ملے گی۔ کیفیات ایمانی کے جاں نواز جھونکے تاریخ اسلام میں بار بار چلے ہیں لیکن ایمان و یقین اور خلوص وللہیت کی ایسی بادبہاری ہمارے علم میں کم سے کم اس ملک میں اس سے پہلے نہیں چلی،نہ اس سے پہلے اتنے بڑے پیمانے پر عزم و توکل،جوش جہاد،ایمان و احتساب، شوق شہادت اور یقین آخرت کے ایسے نمونے دیکھنے میں آئے۔ آدم گری و مردم سازی،اصلاح و انقلاب کے ایسے محیر العقول و اقعات بھی اصلاح وتربیت کی تاریخ میں نایاب نہیں توکمیاب ضرور ہیں۔"(7)

مولاناسید ابوالحسن کہتے ہیں کہ سید احمد شہید ایک سچے اور اسلام پسند مجاہد تھے جن کی زندگی کا مقصد اللہ کے نام کی سربلندی اور اللہ کی خوشنودی تھا۔سید احمد شہید ہمیشہ اسلام کی بلندی کے لیے کوشاں رہے۔ یہاں تک کہ اپنے خون کا آخری قطرہ بھی اُس دین کی حفاظت کرتے ہوئے بہادیا۔جو آپ ﷺ کے ذریعے سے خدا کی مخلوق کی اصلاح کے لیے آیا تھا۔سید احمد شہید متقی پرہیز گار اور جذبہ جہاد سے سرشار شخصیت تھے۔ سید احمد شہید کی انہی خصوصیات پر شاہنامہ بالاکوٹ میں روشنی ڈالی گئی ہے اور علیم ناصری کا یہ کمال ہے کہ منظوم صورت میں بھی ایک تسلسل اور فطری ربط رکھا ہے۔

مولاناسید ابوالحسن ندوی نے علیم ناصری کے منظوم کلام شاہنامہ بالاکوٹ پر یوں روشنی ڈالی ہے:

"مضامین و مطالب میں زور، اثر اور دلچسپی پیدا کرنے میں نظم کو جو دخل ہے وہ ایک مسلم حقیقت ہے۔اردو میں پہلے پہل صوفی شعراذ نے مثنویاں لکھیں،جن کے ذریعے اخلاقی مضامین میں دل کشی پیدا کی۔ پھر مسدس اور ترکیب بندوں کا رواج ہوا،اور مولانا حالی کی مقبول ترین مسدس سامنے آئی۔اسی دور میں سادات بریلی میں ایک قادر الکلام اور اسلامی جوش و جذبہ رکھنے والے شاعر عبدالرزاق کلامی نے تقریباًپچیس ہزار اشعار میں فتوح الشام

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

واقدی کے مضامین "صمصام الاسلام" کے نام سے منظوم کئے۔یہ کتاب اپنے
وقت میں خاصی مقبول ہوئی۔"(8)

مولانا سید ابوالحسن ندوی نے علیم ناصری کے حوالے سے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ قابلِ توجہ ہیں کیوں کہ انہوں نے علیم ناصری کے ناصرف موضوع پر بات کی ہے بلکہ اُن کے فن کے حوالے سے بھی بتایا ہے کہ وہ ایک ایسی روایت کے امین ہیں جو مولانا الطاف حسین حالی اور بعد میں عبدالرزاق کلیمی کی فنی صلاحیتوں کی روایت کو آگے لے کر چلے ہیں۔مزید مولانا سید ابوالحسن ندوی علیم ناصری کے متعلق لکھتے ہیں:

"نظم کی اہمیت و افادیت ہی کے خیال سے مولانا شبلی نے اسلامی تاریخ کے واقعات پر مشتمل نظمیں لکھیں جنہوں نے دلوں کو گرمایا اور دوسرے شعراء کو راستہ دیکھایا، چنانچہ اقبال نے اس طرح کی بہت سی نظمیں لکھیں۔اردو میں رزمیہ نظموں کی تعداد بہت کم ہے،ان میں حفیظ جالندھری کا "شاہنامہ اسلام" بجا طور پر سب سے بہتر کہلانے کا مستحق ہے،اپنی تاریخیت'موضوع کی اہمیت، دائرہ کار کی وسعت، جذبات کی فراوانی، تخیل کی جولانی،زبان و بیان پر قدرت اور شاعرانہ محاسن کے سبب نصف صدی تک اس نے لوگوں کو برابر متاثر کیا اور اب بھی اس کی تاثیر مسلم اور اس کی عظمت مستحکم ہے۔شعر کے ذریعے دین و ملت کی خدمت کی یہ سعادت اب پاکستان کے مشہور شاعر جناب علیم ناصری کے حصے میں آئی ہے،اور انہوں نے مسلمانان برصغیر ہندو پاک کے ماضی قریب کی تحریک اصلاح و جہاد کو شعری پیکر عطا کیا ہے جو حضرت سید احمد شہید اور مولانا محمد اسماعیل شہید اور جماعت مجاہدین کے ذریعے قائم ہوئی،اور جس کے دور رس اثرات آج بھی قائم و برقرار ہیں۔حفیظ صاحب کا موضوع مقدس اور اہم ترین تھا۔اس میں تخیل کی جولانی و بلند پروازی کے لئے وسیع میدان تھا۔اس کے مقابلے میں علیم ناصری صاحب کا موضوع محدود تھا اور اظہار جذبات میں حد ادب ملحوظ رکھنا تھا، تاہم فنی آداب کی رعایت اور شاعرانہ محاسن کے لحاظ سے وہ حفیظ کے جانشین کہلانے کے مستحق ہیں۔علیم صاحب کے یہاں زبان و بیان میں بڑی سادگی و شگفتگی،طرز ادا میں دلکشی و دلکشائی، تاریخی واقعات کا تسلسل اور جزئیات کا احاطہ، مزاج کی اسلامیت اور دینی غیرت و حمیت، اپنے موضوع کے ساتھ خلوص و تعلق خاطر بلکہ جذباتی لگاؤ اور فن کے ظاہری و معنوی محاسن کی موجودگی نے ان کے "شاہنامہ بالا کوٹ" میں عصر حاضر کے ایک اچھے اسلامی رزمیہ کی شان پیدا کر دی ہے، جس کو پڑھتے ہوئے آنکھیں بھی نم ہوتی ہیں اور دلوں میں حرکت و حرارت بھی محسوس ہوتی ہے،اور یہ کسی ادبی شاہکار کی کامیابی کی ایک بڑی دلیل اور کھلا ثبوت ہے۔"(9)

مولانا ابوالحسن ندوی لکھتے ہیں کہ نثر لکھنا بھی اپنی جگہ بہت اہم ہے تاہم اگر اپنے مضامین اور مقصد میں زیادہ اثر پیدا کرنا ہو تو منظوم صورت کو اختیار کیا جاتا ہے۔ نظم ایک ایسی صنفِ شعر ہے جو ہر صورت اپنا اثر دکھاتی ہے۔ندوی کہتے ہیں کہ علیم ناصری سے پہلے بھی مثنویاں لکھی گئی جو مسدس میں لکھی گئی۔مولانا حالی کی

مسدس بھی اہمیت کی حامل ہے۔حفیظ جالندھری کا شاہنامہ اسلام بھی اپنی تخیل کی جولانی کی وجہ سے اہم ہے تاہم حفیظ اور علیم ناصری نے جو کام کیا وہ وہی کر سکتے تھے جس میں اسلام کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہو۔موضوع بھی اعلیٰ ہے اور فنی مہارت بھی سر چڑھ کر بول رہی ہے۔

علیم ناصری شاہنامہ بالا کوٹ کو لکھنے کا سبب یوں بیان کرتے ہیں۔ملاحظہ ہو:

"شیخ محمد اکرام مرحوم کی کتاب "موج کوثر" پڑھی تو تحریک جہاد نے بہت متاثر کیا، جو اس سے پہلے میرے مطالعے میں نہ آئی تھی۔مڈل سکول کے زمانے میں کو کسک دل میں پیدا ہوئی تھی،اس کا مداویٰ اس تحریک کے مطالعے سے ہوا۔اس کے علاوہ دینی عقائد کے سلسلے میں جو روایتی عقیدے چلے آرہے تھے،ان میں تزلزل پیدا ہوا۔تاریخ اسلام اور قرآن وحدیث کا جب غور سے مطالعہ کیا تو اپنے آپ کو اسلام کی بنیادی تعلیم سے کوسوں دور پایا۔یہ مئی 1960ء کا واقعہ ہے کہ میں نے باقاعدہ توحید و سنت پر عمل شروع کیا اور ساتھ ہی تحریک جہاد کو نظم کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔سب سے پہلے مرزا حیرت دہلوی کی کتاب "حیات طیبہ"خریدی اور "شاہنامہ بالا کوٹ" لکھنے کا آغاز کر دیا۔اس کے تھوڑی دیر بعد مولانا محمد عطاء اللہ حنیف حفظہ اللہ تعالیٰ،سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو میرے عزم و عمل میں نئی قوت پیدا ہوگئی۔انہوں نے میری سرپرستی فرماتے ہوئے مولانا غلام رسول مہر کی کتاب "سید احمد شہید"عاریتہ عنایت فرمائی جس سے میں نے طویل عرصے تک استفادہ کیا۔شاہنامے کا آغاز میں نے پہلے "معرکہ اکوڑہ خٹک" سے کیا تاکہ مجھے رزمیہ لکھنے کی استعداد کا اندازہ ہو جائے۔الحمد للہ اس میں قدرے کامیابی ہوئی تو پھر اصل کتاب کا آغاز کیا۔سرکاری ملازمت کے دوران شاہنامہ بڑی ست روی سے چلتا رہا۔مزید کتابوں کا حصول بھی مشکل رہا اور سکون سے کام کرنے کے مواقع بھی تسلی بخش طور پر حاصل نہ رہے۔اللہ کے فضل و کرم سے میرا بیٹا خالد علیم جوان ہوا تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے شعر و سخن اور طبع سلیم کی نعمت عطا فرمائی۔اس نے تحریک جہاد پر بیشتر کتابیں میرے لئے خریدیں جن میں مولانا ابوالحسن علی ندوی حفظہ اللہ کی "سیرت سید احمد شہید" اور دیگر کتب بھی شامل ہیں۔دو تین سال پہلے میں کتاب کی جلد اول مکمل کر چکا تھا مگر اس کی اشاعت کا انتظام نہیں ہو رہا تھا۔اس سلسلے میں بھی میرا بیٹا ہی وسیلہ بنا۔اسلام آباد میں مقیم میرے ایک فوجی دوست سید غلام شبیر صاحب سے اس کی اچانک ملاقات ہوگئی۔جب ان کو معلوم ہوا کہ کتاب کی اشاعت میں رقم کی کمی حائل ہے تو انہوں نے بلا تاخیر اس کا اہتمام کر دیا۔۔۔مردے از غیب بروں آید و کارے بکند۔۔۔سید صاحب موصوف ایک ریٹائرڈ فوجی افسر ہیں مگر وہ نہ کوئی رئیس ہیں نہ کارخانہ دار،بس ایک عام کاروباری آدمی ہیں مگر ان کے دل میں میرے لئے جو محبت اور دوستی 1944ء میں پونا کی فضاؤں میں پروان چڑھی تھی،وہ مدت العمر سے قائم ہے اور ان شاء اللہ ہمیشہ قائم رہے گی۔وہ

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

آسام، جاپان اور پھر کشمیر میں میرے ساتھ میں تھے مگر قلبی انس و مودت کا جو ربط ایک دفعہ پیدا ہوا، وہ بحمد للہ قائم ہے اور ان شاء اللہ زندگی کے آخری لمحات تک مضبوط رہے گا۔ میرے مرشد و مربی حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف حفظہ اللہ کی وساطت سے کتاب کے مقدمے کے لئے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کی خدمت میں کتاب کی نقل ندوۃ العلماء لکھنؤ بھیجی تو انہوں نے کمال شفقت و محبت سے مقدمہ تحریر فرما دیا۔ اس عاجز کی تحسین فرمائی اور تحریک جہاد کے قلمکاروں کی صف میں مجھے بھی شامل فرما دیا۔ اس عنایت پر میں ان کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں اور جتنا بھی فخر کروں، کم ہے۔ الحمد اللہ والمنتہ۔۔۔! مولانا موصوف کی شخصیت برصغیر ہندوپاکستان میں تحریک جہاد پر ایک اتھارٹی ہے۔ وہ ہندوستان میں اس وقت مسلم اقلیت کے زمائے اول میں شامل ہیں اور عالم اسلام میں ان کی عظمت مسلم، اور ان کی کتابیں شہرہ آفاق ہیں۔ میرے دل میں ان کی محبت و ارادت کا باعث یہ بھی ہے کہ وہ حضرت سید احمد شہید علیہ الرحمہ کے اخلاف میں سے ہیں اور دائرہ شاہ علم اللہ (رائے بریلی ہند) کے مسند نشین ہیں۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ میرا قلبی رابطہ اس مجاہد کبیر کی ذات سے بالواسطہ قائم ہے، جس نے ہندوستان میں اسلام کی نشاۃ الثانیہ کا علم اس وقت بلند کیا، جب اسلامی سلطنت کی شوکت و سطوت زوال پذیر تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کے ذریعے میں بھی شعر و سخن کے میدان میں مومن خاں مومن، مولانا خرم علی بلہوری اور مولانا ابوالحسن کاندھلوی کا جانشین ہوں۔"(10)

علیم ناصری کہتا ہے کہ مجھے سید احمد شہید کی تحریک کو منظوم کرنے کا سب سے پہلے خیال شیخ محمد اکرام کی کتاب موجِ کوثر پڑھ کر ہوا۔ جب میں نے اس تحریک کا مطالعہ کیا تو دین اور اسلام کے بارے میں روایتی عقیدوں پر زدت پڑی۔ تاریخ اسلام اور قرآن و حدیث کو پھر غور سے پڑھا۔ 1960ء سے توحید و سنت پر عمل کرنا شروع کیا میں نے مرزا حیرت دہلوی کی کتاب حیات طیبہ دیکھی۔ مولونا محمد عطا اللہ حنیف سے ملاقات نے بھی اثر کیا۔ اُن کی ہدایت پر مولانا غلام رسول مہروی کی کتاب سید احمد شہید کا مطالعہ کیا۔ اور یوں یہ سلسلہ چل پڑا مولانا ابوالحسن ندوی کی کتاب سیرت سید احمد شہید نے بھی خاصہ اثر کیا۔ اس طرح میرے مرشد و مربی حضرت مولانا عطا اللہ حنیف کے توسط سے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی سے بھی رہنمائی میسر آئی۔

علیم ناصری شاہنامہ بالاکوٹ لکھتے ہوئے آغاز میں ہی الحمد اللہ کے عنوان سے ربِ کائنات کو یوں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں:

"خدائے لم یزل مختار و مالک ہے جہانوں کا
وہی ہے صانع مطلق زمینوں آسمانوں کا
وہی مالک خزانوں کا، وہی داتا عطاؤں کا
وہی ملجا غریبوں کا وہی ماویٰ گداؤں کا
اسی کے در کے سائل ہیں زمین و آسماں والے
گدا ہیں اس کے کوچے کے یہاں والے وہاں والے
وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی پنہاں

وہی ذیجاہ و ذی عظمت، وہی ذی حکمت و ذیشاں
وہی قدوس و قادر ہے، وہی سبحان و طاہر ہے
وہی رحمن و ارحم ہے، وہی جبار و قاہر ہے
پرے ہے سرحد ادراک انسانی سے ذات اس کی
عیاں ہیں ذرے ذرے پتے پتے سے صفات اس کی
یہ صبحیں اور یہ شامیں، یہ روشن دن سیہ راتیں
یہ مہر و ماہ کے جلوے، ستاروں کی یہ باراتیں
گھٹا بن کر اگر ابر بہاری گھر کے آتا ہے
تو اس کی رحمتوں کا اک نیا پیغام لاتا ہے
زمین مردہ میں جب زندگی کا خوں مچلتا ہے
تو دانہ خاک میں سویا ہوا پہلو بدلتا ہے
طلوع مہر عالمتاب ہوتا ہے قرینے سے
اٹڈ آتے ہیں دریا نور کے مشرق کے سینے سے
مسرت سے زمیں کا ذرہ ذرہ جگمگاتا ہے
شبستانوں میں ہوتا ہے اجالا اس کے پرتو سے
یہ رنگا رنگ کے جلوے سب آیات الٰہی ہیں
یہ سب منظر وجود رب عالم کی گواہی ہیں
زباں عاجز ہے اس کی حمد پر تقریر کرنے سے
قلم معذور ہے اس کی ثنا تحریر کرنے سے
علیم ناتواں تمجید کا یارا نہیں رکھتا
سوائے انکسار و عجز کے چارا نہیں رکھتا"(11)

چونکہ موضوع بھی ایسا تھا اور علیم ناصری بھی مذہبی رنگ میں رنگے ہوئے تھے انہوں نے شاہنامہ بالاکوٹ کا آغاز کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے عجز و انکسار کا اظہار کیا ہے اور اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اللہ خود مختار ہے اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔وہ زمینوں اور آسمانوں کو بنانے والا ہے۔وہ تمام خزانوں کا مالک ہے وہ غریبوں کا مددگار ہے۔زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے اُسی سے مانگتے ہیں۔سب اللہ کے کرم کے طلب گار ہیں وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔جب کہ میں اس کام کے لیے کمزور ہوتے ہوئے بھی اپنی عاجزی وانکساری کو اللہ کے حضور میں پیش کرتا ہوں۔تاکہ میں سرخرو ہو سکوں۔درحقیقت علیم ناصری کے وجدان میں یہ بات تھی کہ یہ ایک مشکل کام ہے جسے اللہ کی مدد اور حمایت کے بغیر سرانجام نہیں دیا جا سکتا گویا آغازِ شاہنامہ اپنی عاجزی وانکساری کا اقرار کیا ہے۔

علیم ناصری نے اٹھارھویں صدی کو ایک تاریک صدی کہا ہے جس پر اپنے اشعار میں اسطرح روشنی ڈالتے ہیں:

"صدی اٹھارہویں جب عیسوی تقویم کی آئی
مسلمانان ہندی پر نحوست کی گھٹا چھائی
وطن میں انتشار عام کا ہنگام آ پہنچا
اجل کا شاہ عالمگیر کو پیغام آ پہنچا

وہ عالمگیر وہ صاحبقرانی آنکھ کا تارا
جہانگیر و جہاندار و جہانبان و جہاں آرا
وہ ارض ہند کی عظمت میں تھا قندیل رحمانی
وہ جس کے دم سے پھر روشن ہوا آئین قرآنی
شریعت کا وطن میں بول بالا کر دیا جس نے
چراغ دین احمد ﷺ سے اجالا کر دیا جس نے
شہنشاہی میں جس کو ناز تھا اپنی فقیری پر
گزر اوقات کرتا تھا جو اکثر ٹوپیاں سی کر
رہا ہر حال میں درویش مستغنی زمانے سے
کفن تک کے لئے پائی نہ لی جس نے خزانے سے
کیا ناکام جس نے فتنہ پردازوں کے حیلوں کو
دبا رکھا تھا مرہٹوں کو سکھوں کو رہیلوں کو
وہ جس نے باغیوں کو ہر طرح ناکام رکھا تھا
وہ ایسا بند تھا، سیلاب جس نے تھام رکھا تھا
مگر جب شاہ نے خلد بریں کو کوچ فرمایا
تو ہر سو ملک میں فتنوں کا اک طوفاں اٹھ آیا
جو صوبیدار تھے اس کے وہ خود مختار بن بیٹھے
جو تھے سرکار کے خادم، وہ خود سرکار بن بیٹھے
بڑھے دلی کو مرہٹے بھی تخت و تاج پانے کو
چلے کہسار کے چوہے بھی قسمت آزمانے کو
حیات شاہ میں بھی گو یہ فتنہ دب نہ پایا تھا
اور ان کے سیواجی نے بارہا اودھم مچایا تھا

مگر ان کی تگ و دو تھی انہی کے کوہساروں تک
رسائی ہو نہ پائی ان کی دلی کے حصارون تک
ادھر سکھوں نے سونپی بندہ بیراگی کو سرداری
وہ بندہ جس کی طینت میں تھی سفاکی و عیاری
جفاکاروں کا جتھا لے کے وہ میدان میں آیا
ستم رانی کا پرچم ہر گلی کوچے میں لہرایا
یہ فتنے پھیل کر بنتے گئے طوفان کے دھارے
بڑے دلدوز تھے یہ قتل و خوں ریزی کے نظارے"(12)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

علیم ناصری کہتا ہے کہ اٹھارھویں صدی عیسوی مسلمانوں کے لیے ایک منحوس صدی تھی۔ پورے وطن میں انتشار کا دور دورہ تھا۔ عالمگیر کے دنیا سے جاتے ہی موت ہر طرف منڈلانے لگی تھی۔ مغل سلطنت ڈگمگانے لگی تھی۔ ایسے میں دشمنِ اسلام قوتِ سر اٹھانے لگیں۔ مرہٹوں، سکھوں اور روہیلوں نے ہر طرف قبضے کرنے شروع کر دیے۔ جس کی وجہ سے دینِ اسلام خطرے میں پڑ گیا۔ کہیں ہندو تو کہیں سکھ اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کے لیے کوشاں ہوئے۔ یہاں تک کے مسلمان کمزور ہوتے گئے۔ گویا اٹھارھویں صدی ایک تاریک صدی بن گئی۔

علیم ناصری نے شاہنامہ بالاکوٹ میں اٹھارھویں صدی کی حکومت کی صورتِ حال کو ان اشعار میں اس طرح بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

"ادھر شہزادگاں باہم دگر دست و گریباں تھے
حصول سلطنت کے واسطے دن رات کوشاں تھے
یہ حالت تھی کہ ان میں جو بھی تخت و تاج پاتا تھا
گزر کر خون کے دریائے بے پایاں سے آتا تھا
معظم نے بہادر شاہ بن کر حکمرانی کی
اور اپنے بھائیوں کی تیغ و خوں سے میزبانی کی
بہادر شاہ بھی جب مر گیا لاہور میں آکر
چلی تلوار فرزندوں میں اس کی جانشینی پر
امیروں نے جو دیکھی ان میں باہم رزم آرائی
سیاست کے افق پر چھا گئے "دو شاہ گر بھائی"
جسے وہ چاہتے تھے، تخت کی زینت بناتے تھے
بگڑ جاتے تھے جب اس سے تو اس کا سر اڑاتے تھے
جہاندار اور اس کا جانشیں فرخ سیر آیا
پھر اس کے بعد رنگیلے کا دور بد اثر آیا
ہوا سامان عشرت ہیجڑے اور نغمہ کار آئے
گئی تلوار اور دربار میں چنگ و ستار آئے
نہ بابر کی جلالت تھی، نہ اکبر کی سیاست تھی
نہ عالمگیر کی غیرت، نہ تدبیر و فراست تھی
نہ اس بد بخت میں ایمان کا وہ جوش باقی تھا
نہ اسلامی حمیت تھی، نہ اس کا ہوش باقی تھا
شراب ارغواں تھی، شور نوشانوش جاری تھا
نشہ ساقی کی چشم مست کا ظالم پہ طاری تھا"(13)

حوالہ جات

1. سر عبدالقادر، شاہ نامہ اسلام (جلد اول)، لاہور: الحمد پبلی کیشنز، 1964ء، ص: 31
2. ایضاً، ص: 61
3. ایضاً، ص: 71
4. ایضاً، ص: 81
5. حفیظ جالندھری شاہنامہ اسلام (جلد اول)، لاہور: الحمد پبلی کیشنز، 2002ء، ص ص: 35،36
6. علیم ناصری، شاہ نامہ بالاکوٹ (جلد اول)، لاہور: ادارہ مطبوعاتِ سلیمانی، اردو بازار، س ن، ص: 15
7. ایضاً، ص: 16
8. ایضاً، ص ص: 17،18
9. ایضاً، ص: 23
10. ایضاً، ص: 27
11. ایضاً، ص: 32
12. ایضاً، ص ص: 38،39
13. ایضاً، ص ص: 42،43